محمد مظاہر

شادی بیاہ اور عقدِ نکاح

انسانی نسل کی افزائش کے لئے تاریخ اور ماہرین آثارِ قدیمہ ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ شادی/نکاح کے ادارے کا سراغ حمورابی اور بابلی (موجودہ عراق) تہذیب میں ملتا ہے۔ مختصراً جسے یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

''حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار سال پہلے بابل کا ایک بادشاہ حمورؔبی نام کا ہوا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہم عصر تھا۔ عہد نامہ قدیم میں اس کا ذکر ہے۔ اس نے ایک قانون نافذ کیا اور اسے ایک پتھر کے کھمبے پر کندہ کروا کر سپارہ کے مندر کے احاطے میں کھڑا کر دیا۔ سپارہ اس جگہ تھا جہاں آج کل بغداد کے جنوب میں ۳۰۔۴۰ میل کے فاصلے پر ابوجبہ گاؤں کے ٹیلے ہیں۔۔۔ یہی اصلی کھمبا پیرس کے مشہور عجائب گھر لووغ کی زینت ہے۔ اس کا ایک نہایت اور نفیس چربہ برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔ اور دوسرا بغداد کے متحف آثارِ قدیمہ میں۔ اس کی چوٹی پر حمورابی کی کھڑی تصویر ہے جس میں وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے شمس دیوتا سے قانون لے رہا ہے۔ شمس انسانوں اور دیوتاؤں دونوں کے لئے سب سے بڑا مقنن اور جج خیال کیا جاتا تھا۔ تصویر کے نیچے سامی بابلی زبان جو ان دنوں اکدی کہلاتی تھی کتبہ ہے۔ ص۔۱۰۔۱۱

نکاح

۱۲۸۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے تعلقات زناشوی قائم کرلے لیکن باقائدہ نکاح نامہ نہ لکھا جائے تو وہ عورت (قانوناً) اس کی بیوی نہیں ہے۔

ص۔۳۲ حمورابی اور بابلی تہذیب اور تمدن۔ از مالک رام

۲۔ ہندومت میں شادی بیاہ

۱۔ کسی لڑکی کو بنا سنوار کر بیاہنا ''براہم'' بیاہ کہلاتا ہے۔

۲۔ مشترک طور پر (میاں بیوی) مقدس رسومات بجالائیں تو اسے پراجایت بیاہ کہتے ہیں۔

۳۔ کسی کنیا کو دو گئیوؤں کے عوض بیاہنا ''آرسن بیاہ'' کہلاتا ہے۔

۴۔ کسی پجاری کا قائم مقام بنا کر (دیوتا کی بھینٹ چڑھایا جائے) تو اسے ''دیو بیاہ'' کہتے ہیں۔

۵۔ کسی کنیا کا اپنی مرضی سے کسی مرد سے ملاپ کرلینا ''گاندھرو بیاہ'' کہلاتا ہے۔

۶۔ کسی کنیا کو بہت سامال لے کر بیاہنا ''آسُر'' بیاہ کہلاتا ہے۔

۷۔ کسی کنیا کو اغواء کرلینا راکھشس کہلاتا ہے۔

۸۔ کسی کنیا کو سوتے میں یا نشے میں بھگا لے جانا ''پیشاچ'' کہلاتا ہے۔

ص۔۳۲۷، ارتھ شاستر۔ کوتلیہ چانکیہ ۳۱۱۔ ق م مقدمہ اسماعیل ذبیح ۱۹۹۱ء

۳۔ سوئمبر

اس کے علاوہ ایک مسافر نے انہیں پانچ سال کے بادشاہ دروپد کے متعلق بتایا جس نے اپنی بیٹی کے لئے سوئمبر کا اعلان کیا اور قرب وجوار سے متوقع دلہوں کو ایک مخصوص دن وہاں اکھٹے ہونے کی دعوت دی تھی تاکہ شہزادی ان میں سے اپنے لئے دلہا کا انتخاب کرے۔

دروپدؔی کے سوئمبر کا موقع ایسا نہ تھا جسے کھو دیا جاتا۔ اس لئے پانڈواوران کی ماں پانچال کی طرف روانہ ہوئے۔۔۔ سوئمبر کے دن پانڈو گھر سے نکلے اور ہجوم کے ہمراہ ہو لئے جو محل کی طرف رواں دواں تھا۔۔ دن کا آغاز تفصیلی رسومات سے ہوا جو شاہی پنڈتوں نے انجام دیں۔ مقررہ وقت پر دروپدی میدان میں آئی اور اس نے وہاں جمع ہونے والے نوجوانوں پر ایک نظر ڈالی۔ اس کے ساتھ اس کا بھائی دھرشٹ دیومن بھی تھا۔ اس نے اعلان کیا ''جو شخص شہزادی کے ہاتھوں ہار پہننے کا متمنی ہے اس کو

وہاں رکھی کمان کے ذریعے تیل میں عکس دیکھ کراوپرگھومتے ہوئے ہدف کو پانچ تیروں کے ساتھ نشانہ لگانا ہوگا۔

۔۔۔جب کرن کمان تک پہنچا اور اسے اس طرح اٹھالیا جیسے کہ وہ کوئی کھلونا ہو تو شہزادی خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔اس نے کمان کو سر سے بلند کیا اور اس کی تانت کھینچی لیکن اس لمحے جب وہ نشانہ لے کر تیر چھوڑنے والا تھا۔دروپدی اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی ''میں اسے قبول نہیں کروں گی'' یہ سن کر کرن نے کمان پھینک دی اور خمیدہ مسکراہٹ کے ساتھ اپنی نشست پر واپس آ گیا۔جب ارجن کمان کی جانب بڑھا تو دروپدی نے اسے بڑے مضطربانہ انداز میں دیکھتی رہی۔اس نے نہ صرف کمان اٹھالی بلکہ یکے بعد دیگرے پانچوں تیر بالکل ٹھیک ٹھیک نشانہ پر لگائے۔دروپدی پھولوں کا ہار لے کر اس کے پاس پہنچی اور ہار اس کے گلے میں ڈال دیا۔ اس طرح ان دونوں کی نسبت طے ہوگئی۔ارجن نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے لے چلا۔

جب وہ گھر پہنچے تو کنتھی اس وقت باورچی خانہ میں تھی بھیم دروازے پر سے چلایا۔ماں باہر آ ؤ دیکھو آج ہم بھکشاء میں کیا لائے ہیں۔کنتھی (ماں) نے باہر آئے بغیر باورچی خانے ہی سے جواب دیا ''ٹھیک ہے تم خود ہی آپس میں بانٹ لو''۔

۔۔۔اس وقت عجیب وغریب صورتحال تھی چاروں بھائی بے یقینی کے عالم میں کھڑے تھے اور دروپدی ان سے الگ آنکھیں نیچے کئے کھڑی تھی۔وہ پانچ بھائیوں میں سے کسی کی طرف بھی نہیں دیکھ رہی تھی۔اگر وہ اپنی ماں کا حکم ماننے لگیں تو پانچوں اس سے شادی کریں گے۔یہ صورتحال لڑکی کے لئے خاصی تشویش ناک تھی۔وہ سوچ رہی تھی کہ اس کی شادی تو ایک آدمی سے ہوئی تھی اور چار آدمی غیر متوقع طور پر اس کے سر منڈھے جا رہے تھے۔

۔۔۔یدھشٹر نے جواب میں کہا ''میں سب سے بڑا ہوں اور ابھی تک غیر شادی شدہ ہوں اور ہمارے قانون کے مطابق پہلے میری شادی ہونا چاہئے۔تم دعا کرو کہ پہلے میری شادی ہو جائے''۔

۔۔۔ایسا ہی ہوگا'' بادشاہ نے ہلکا سا اشارہ دیتے ہوئے کہا ''تم سب سے بڑے ہو، میری بیٹی اب تمہارے خاندان کی ملکیت ہے۔اگر تم خود اس سے شادی کرنا چاہتے ہو یا اپنے بھائیوں میں سے کسی کو سونپنا چاہتے ہو تو تم ایسا کرنے کے لئے بالکل آزاد ہو۔میرے پاس کہنے کے لئے اور کچھ نہیں۔

۔۔۔اب یدھشٹر نے سادگی اور آہستگی سے کہا ''دروپدی کی شادی ہم سب سے ہوگی'' اس نے وضاحت کی کہ ایسا ہونا کیوں ضروری ہے اور کہا ''ہم نے آج تک ہر چیز آپس میں بانٹی ہے اور ہم اس اصول کو توڑنا نہیں چاہتے''۔

دروپدی کی شادی پانچوں بھائیوں سے ہوگئی۔تقریب میں اس کا ہاتھ سب سے پہلے سب سے بڑے بھائی یدھشٹر نے تھاما، اس کے بعد بھیم نے، پھر اصل فاتح ارجن نے اور آخر میں توام بھایوں نکول اور سدیو نے یکے بعد دیگرے اس کا ہاتھ تھاما۔شہزادی کو ہر بھائی کے ساتھ پورا ایک سال تک رہنا تھا۔اور اس کے بعد اگلے کے پاس چلے جانا تھا۔جب وہ ایک کے ساتھ رہتی تو دوسرے بھائی اس کے تصور کو مکمل طور پر اپنے ذہنوں سے نکال دینے کی قسم کھالیتے۔اس قسم کے اصول پر عمل کرنے کے لئے ایک خاص قسم کی فکری آزادی اور نظم وضبط کی ضرورت تھی جو بھی کوئی اس سے انحراف کرتا اگرچہ تصور ہی میں کیوں نہ ہوتا تھا۔وہ خود کو اپنے خاندان سے دور کر لیتا تھا اور کفارہ ادا کرنے کے لئے سخت مشقت کر کے مقدس دریاؤں کی زیارت کو چلا جاتا۔

مہابھارت باب۔۴۔ص۔۴۶ سے ۵۶/۵۰ آر کے نارائن۔مترجم نعیم احسن

۴۔نیوگ

۱۔نیوگ یہ صرف بیوہ عورت اور رنڈوے مرد کا ہوسکتا ہے۔

۲۔نیوگ بیاہ کی طرح برادری کے سامنے کیا جائے۔

۳۔نیوگ ہم ذات عورت اور مرد کے درمیان ہوسکتا ہے۔

ص ۹۔۴۱۔ارمغان عرفانی

۵۔ یہودیت

یہودی روایت کے مطابق جوڑا عبادت میں اوڑھی جانے والی ایک شال شانوں پر ڈال کر دونوں کے والدین کو دعاؤں کے سائے میں پہلی مرتبہ آشیانہ ترک کرتا ہے۔

روزنامہ گاجین ۲۲ مئی 2015ء۔

۶ مسیحی شادی

(الف) اس میں نکاح کا حق عورت کے پاس ہوتا ہے جبکہ مرد اور عورت پادری یا کسی دوسرے کلیسائی عہدیدار سے بابرکت یہ کہہ کر بنوایا جاتا ہے کہ تم دونوں موت تک جدا نہ ہو۔

(ب) ایک شخص جوزف اسمتھ نے (مورمن چرچ کا آغاز کیا) اس پر ۱۸۳۱ تا ۱۸۳۴ اور ۱۸۴۲ تک فرشتہ آتا رہا کہ وہ ایک سے زیادہ شادیاں کرے۔ وہ تین سال تک تذبذب کا شکار رہا مگر آخری مرتبہ جب فرشتہ امر بی سے شمشیر برہنہ آیا تو اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور ۳۹ مرتبہ شادیاں کیں اور مذکورہ فرقہ جاری کر دیا۔

روزنامہ گارجین، لندن مورخہ ۱۲۔۱۱۔۲۰۱۴ء۔

۷۔ رومی شادی

نومی نے لڑکی کی شادی کی عمر بارہ سال مقرر کر دی تھی۔ تاکہ رومی خاوند ایسی تربیت فراہم کر سکے کہ وہ اس کی مرضی کے خلاف ایک قدم بھی نہ چل سکے۔ اور تابع فرمان بیوی ثابت ہو۔ قدیم دور کے رواج کے مطابق وہ اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ سے خریدتا۔ وہ اس خریداری کو پورا کرنے کے لئے تانبے کے تین ٹکڑے مہیا کرتا ہے تاکہ وہ اس کے گھر اور گھر کی ضروریات کے لئے دیوتاؤں کو خوش کر سکے۔ دس گواہوں کی موجودگی میں پجاری پھل تقسیم کرتے ہیں۔ زیر معاہدہ دونوں افراد بھیڑ کی ایک ہی کھال پر بیٹھتے ہیں۔ وہ نمکین جوار یا چاول کی ایک روٹی کو چکھتے اور یہ مرکب جو قدیم اٹلی میں مروج خوراک کی ترجمانی کرتا تھا، یہ ظاہر کرتا تھا کہ اب وہ جسمانی اور ذہنی طور پر ہم آہنگ ہو گئے ہیں۔ مگر اس اتحاد میں عورت کو سختی اور عدم مساوات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اسے اپنے میکے، ماں باپ اور ان کے گھر سے مکمل ترک تعلق کرنا ہوتا اور اسے ایک نئی غلامی قبول کرنا ہوتی جسے محض گھر کی مالکہ کا خطاب حاصل ہوتا۔ گو نہ تو یہ معقول ہے اور نہ شاندار مگر اسے ایک ماں کی زندگی کے ساتھ مربوط کر دیا جاتا ہے (ماں ہی اس کا صحیح لقب ہے) اس کا عجیب وغریب کردار یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کی بڑی بہن لگتی ہے اور اپنے آقا یا شوہر کی بیٹی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اسے وہ تمام اختیارات ہوتے ہیں جو باپ یا خاندان کے سربراہ کے لئے مخصوص ہیں۔ ص۔ ۲۵۶ جلد سوئم انحطاط وزوال سلطنت روما۔ ایڈورڈ گبن، مترجم ڈاکٹر ظفر حسن ملک

۸۔ یونان

(الف) میرے خیال میں ان کی ایک رسم سب سے زیادہ عقلمندانہ ہے جو ENITI کے الیریائی قبیلے میں بھی موجود ہے۔ سال میں ایک مرتبہ ہر گاؤں سے شادی کے قابل عمر کی کنواری دوشیزاؤں کو ایک جگہ جمع کر دیا جاتا ہے جبکہ مرد ان کے گرد دائرہ بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک نمائندہ دوشیزاؤں کو ایک ایک کر کے بلاتا اور فروخت کے لئے پیش کرتا ہے۔ فروخت کا آغاز حسین ترین لڑکی سے ہوتا ہے۔ اس کے بکنے کے بعد دوسری حسین لڑکی کو سامنے لایا جاتا ہے۔ ان سب کو بطور بیویاں فروخت کیا جاتا ہے، شادی کے خواہشمند امیر ترین بابلی دلکش دوشیزاؤں کے لئے بڑھ چڑھ کر بولی لگاتے ہیں جبکہ حسن ودلکشی سے بے پرواہ غریب امیدوار غیر جاذب نظر لڑکیوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ کیونکہ رسم یہ تھی کہ دلال خوبصورت ترین لڑکیوں کو فروخت کر لینے کے بعد بدصورت ترین یا اپاہج لڑکی۔۔۔ اگر وہ موجود ہوں۔۔۔ کو پکارتا ہے اور مردوں کے سامنے پیش کر کے پوچھتا ہے کہ کون اسے کم سے کم جہیز پر خریدنے کو تیار ہے او خفیف ترین رقم پیش کرنے والا مرد اسے حاصل کر لیتا ہے۔ جہیز کی رقم سب لڑکیوں میں برابر تقسیم ہوتی ہے یوں خوبصورت ترین لڑکی بدصورت ترین لڑکی کا حصہ پورا کرتی ہے۔ کسی شخص کو اپنی مرضی کے مطابق بیٹی بیاہنے کی اجازت نہ تھی۔ اور نہ کوئی اپنی زر خرید لڑکی کو بیوی بنانے کی ضمانت دیئے بغیر ساتھ لے کر جا سکتا تھا۔ تاہم، اگر پتہ چلے کہ لڑکی اور خریدار میں رضامندی نہیں تو رقم واپس کی جا سکتی تھی۔ دور دراز دیہات کے خواہشمند بھی وہاں آ کر عورتوں کی بولی لگاتے۔ انہوں نے اپنی کنواری لڑکیوں کو تشدد سے بچانے اور زبردستی چھین کر دور افتادہ شہروں میں پہنچائے جانے کو روکنے کے لئے ایک نہایت مختلف طریقہ سوچا ہے۔ جس کے تحت وہ اپنی لڑکیوں کی پرورش طوائفوں کی طرح کرتے ہیں اب تمام عام غریب لوگ یہی کرتے ہیں جو تسخیر کے بعد اپنے حاکموں کے ہاتھ خراب سلوک کا نشانہ بننے اور اپنے خاندانوں تباہ کر بیٹھے۔

پہلی کتاب ص۔ ۱۰۷ دنیا کی قدیم ترین تاریخ (از ہیروڈوٹس ۴۳۱ ق م) ترجمہ یاسر جواد

(ب) ان کے ہاں شادیوں میں شوہر دلہن کو جبری طریقے سے لے جاتا تھا اور ان کی دلہن کچھ چھوٹی سی یا ننھی عمر کی نہیں بلکہ پوری جوان ہوتی تھیں اس کے بعد وہ عورت جو شادی کا اہتمام کرتی تھی آتی اور عروس کے بال سر کے گرد کتر کتر کے خشخاش کر دیتی اور پھر اسے مردانہ کپڑے پہنا کے اندھیرے میں ایک چٹائی پر چھوڑ جاتی تھی۔ اب نوشہ اپنے معمولی روزمرہ کے لباس میں بغیر نشہ پیئے متانت کے ساتھ اپنے حلقے میں کھانا کھا کے آتا اور چپکے سے اس کے کمرے میں داخل ہو جاتا۔ پھر اس کا حجاب دوشیزگی کھولنے کے بعد اور تھوڑی دیر اس کے پاس گزار کے وہ اسی متانت کے ساتھ اپنے کمرے میں واپس چلا جاتا کہ حسب معمول رات کو (مردانے میں) اور لڑکوں میں مل کر سو جاتا۔ اور اس کا بہت دن تک یہی طریقہ رہتا کہ دن اور راتیں مردانے میں گزارتا اور دلہن کے پاس ڈرا ڈرا شرم کرتا ہوا چھپ کر ایسے وقت جاتا کہ اس کے خیال میں کوئی اسے دیکھتا نہ ہو۔ ادھر وہ بھی اپنی ایسی ہوشیاری دکھاتی اور تخلیئے کے موقعے نکالنے میں اس کی مدد کرتی، مدتوں وہ اسی طرح رہتے سہتے حتیٰ کے بعض اپنی بیویوں کے چہرے دن کی روشنی میں دیکھنے سے قبل صاحب اولاد ہو جاتے تھے۔ ان کی ایسی دشوار اور کبھی کبھی کی ملاقاتوں سے یہی کہ ہمیشہ انہیں جذبات پر قابو رکھنے کی مشق ہوتی تھی۔ بلکہ درحقیقت اس سے یہ بھی بڑا فائدہ تھا کہ ان کے جسم قوی اور تندرست رہتے اور سہل رسائی اور مسلسل یکجائی سے مضمحل اور سیر نہ ہونے کے باعث ان کی محبتیں ویسی ہی تازہ اور گرم رہتیں۔ وہ ایک دوسرے سے ہمیشہ جلدی جدا ہوتے تھے کہ شوق کی آگ دونوں طرف کچھ نہ کچھ باقی اور بے بجھی رہ جاتی۔

لکرگس۔ص۔۲۲۲ جلد اول مشاہیر یونان و رومہ۔ از پلوٹارک۔ مترجم مولوی سید ہاشمی فرید آبادی

۹۔عہد ساسیان (ایران)

کئی بیویاں رکھی جاتیں۔ ایک بڑی بیوی کو (زن پاذ شائے ہا) کہتے تھے۔ اس سے اتر کر ''خدمتگار بیوی'' جسے زن ''چگار لیا'' کہتے۔ منگنی بچپن میں کر دی جاتی۔ پندرہ سال کی عمر میں لڑکی کا بیاہا جانا ضروری تھا۔ مہر معین کر دیا جاتا اس کے بعد شوہر ایک خاص رقم لڑکی کے باپ کو ادا کرتا تھا لیکن بعد میں خاص حالتوں میں وہ اس رقم کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا تھا۔ شاید ایسی صورت میں ''جبکہ شادی کے بعد یہ معلوم ہو کہ دلہن اتنی قیمت کی نہیں ہے''۔ جس سے غالباً یہ مراد تھی کہ وہ بانجھ ہے۔

ص۔۴۲۷/۴۳۳ ایران بہ عہد ساسیان پروفیسر آرتھر کرسٹن سین۔ مترجم ڈاکٹر محمد اقبال

۱۰۔عہد جاہلیت میں عربوں کی بیاہ شادی کی رسومات:

ا۔عہد جاہلیت میں عربوں کے یہاں نکاح کے کئی طریقے تھے۔ ایک تو اسی طرح کا تھا جیسے آج کل لوگوں میں مروج ہے۔ اگر رشتہ طلب کرنے والا ان کی اپنی قوم میں سے ہوتا اور ہوتا بھی قریبی رشتہ دار تو لڑکی کی رخصتی کے وقت لڑکی کا والد یا بھائی کہتا ''خدا کرے تجھے بچے کی پیدائش میں آسانی ہو، تو نرینہ اولاد جنے، مادہ نہ جنے، خدا تیری وجہ سے تعداد بڑھائے۔ عزت بخشے اور (گھر کو) خلد کا نمونہ بنائے، اپنے اخلاق اچھے رکھنا، اپنے خاوند کی عزت کرنا اور پانی سے کستوری کا کام لینا۔

اور اگر لڑکی اجنبیوں میں بیاہی جاتی تو یوں کہتا:

''خدا کرے تجھے بچے کی پیدائش میں آسانی نہ ہو اور نہ ہی تو نرینہ اولاد جنے کیونکہ اس طرح تو دور کے لوگوں کو قریب کر دے گی یا جو بچے پیدا ہونگے وہ ہمارے دشمن ہوں گے۔ اپنے اخلاق اچھے رکھنا اور خاوند کے بھائیوں سے محبت کے ساتھ پیش آنا، ان کی نگاہیں تمہاری طرف لگی ہوں گی، ان کے کان تمہاری باتوں کو غور سے سنیں گے۔ دعا ہے کہ پانی تجھے کستوری کا کام دے۔

۲۔نکاح کا ایک طریقہ اور بھی تھا وہ یہ کہ ایک شخص اپنی بیوی سے کہتا کہ جب تو حیض سے پاک ہو جائے تو فلاں کو بلا بھیجنا۔ اور اس سے ہم آغوشی کی درخواست کرنا تاکہ تجھے اس سے حمل قرار پا جائے۔

۳۔نکاح کا ایک طریقہ اور بھی تھا، وہ یہ کہ کچھ لوگ جن کی تعداد دس سے کم ہوتی ایک عورت کے پاس جاتے اور سب کے سب اس سے ہمکنار ہوتے۔ یہ اس عورت کی رضامندی اور ان لوگوں کی باہمی مفاہمت سے ہوتا۔ جب اسے حمل قرار پا جاتا اور وہ بچہ جنتی تو وضع حمل کے بعد چند راتیں گزر جانے پر ان سب کو بلا بھیجتی۔ کسی کو مجال نہ ہوتی تھی کہ نہ آئے۔ جب سب آ جاتے تو عورت کہتی: جو معاملہ بھی ہوا تھا تم سب کو معلوم ہے۔ اب یہ بچہ پیدا ہوا ہے۔ ازاں بعد وہ جسے پسند کرتی اس کا نام لے کر کہتی کہ یہ تمہارا بیٹا ہے۔ چنانچہ اس بیٹے کا الحاق اس شخص کے ساتھ ہو جاتا۔ اس شخص کی مجال نہ تھی کہ انکار کرے۔ کہتے ہیں کہ یہ فقط اس صورت میں ہوتا تھا جب لڑکا پیدا ہوتا۔ ورنہ یہ جانتے ہوئے کہ عرب لڑکی کو پسند نہیں کرتے وہ عورت ایسا نہ کرتی تھی۔ عربوں میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جو اپنی حقیقی بیٹی کو مار ڈالتے تھے چہ جائیکہ اس طریقے سے پیدا ہونے والی بیٹی کو گوارا کرتے۔

۴۔ایک نکاح ''نکاح الخذین'' تھا۔اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔انہیں عقد میں لاکر (اپنے پاس رکھو) نہ کہ زنا کاری کی نیت سے اور نہ یارانے کی غرض سے۔عرب کہا کرتے تھے کہ جو (زنا) چھپا رہے اس میں کوئی حرج نہیں (البتہ) اگر ظاہر ہو جائے تو قابل ملامت ہے۔

۵۔ایک نکاح ''نکاح البدل'' تھا اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا کہ تو میرے حق میں اپنی بیوی سے دست بردار ہو جا اور میں تیرے حق میں اپنی بیوی سے دست بردار ہو جاتا ہوں۔

۶۔ایک نکاح ''نکاح الشغار'' تھا۔ یہ اس طرح ہوتا تھا کہ ایک شخص اپنی بیٹی کی شادی کسی شخص کے ساتھ اس شرط پر کرتا کہ دوسرا بھی اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دے گا۔ان کا مہر نہ ہوتا تھا۔اسی طریقے پر بیٹیوں کے علاوہ بہنوں اور بھتیجوں وغیرہ کے نکاح بھی عمل میں آتے۔لہٰذا اس نکاح کا ذکر کرتے ہوئے بیٹی کا نام صرف مثال کے طور پر لیا گیا ہے۔

۷۔ان قبیح باتوں میں سے جو عرب کیا کرتے تھے ایک یہ بھی تھی کہ ایک شخص باپ کے مرجانے پر باپ کی بیوی کو اپنے عقد میں لے لیتا تھا۔اس شخص کو عرب ضیزن کہا کرتے تھے چنانچہ اوس بن حجر تمیمی نے بھی قیس بن ثعلبہ کے کچھ لوگوں کو جنہوں نے یکے بعد دیگرے اپنے باپ کی بیوی کو اپنے عقد میں لیا تھا (اور یہ تین بھائی تھے) ملامت کرتے ہوئے کہا۔

''فکیہ سے مباشرت کرو اس کے خیمہ کے گرد پھرتے رہو کیونکہ تم سب اپنے باپ کے ضیزن بھی ہو اور ہم زلف بھی''

۸۔عربوں کے ہاں یہ دستور بھی تھا کہ اگر کوئی شخص بیوی چھوڑ کر مر جاتا یا اسے طلاق دے دیتا تو اگر اس کا سب سے بڑا بیٹا اسے اپنے پاس رکھنا چاہتا تو اپنا کپڑا اس کے اوپر پھینک دیتا اور اگر اسے اس کی ضرورت نہ ہوتی تو کوئی اور بھائی نئے مہر کے ساتھ اس سے شادی کر لیتا۔

ص ۲۶۰/۲۶۵ اور ۳۷۰ بلوغ الارب جلد دوم مولف محمود شکری آلوسی، ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن۔مرکزی اردو بورڈ۔لاہور۔

۱۱۔کثیر ازواجی POLYANDRY

(الف) نکاح کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ بہت سے لوگ اکٹھے ہو کر ایک عورت کے پاس جاتے۔وہ کسی کو آنے سے نہ روکتی تھیں یہ عربوں کی طوائفیں تھیں۔انہوں نے اپنے دروازوں پر علامت کے طور پر جھنڈیاں نصب کر رکھی ہوتی تھیں۔جو چاہتا ان کے پاس چلا جاتا، اگر عورت حاملہ ہو جاتی اور بچہ جنتی تو یہ سب لوگ اکٹھے ہوتے، قیافہ شناسوں کو بلایا جاتا پھر جس شخص کے متعلق ان قیافہ شناسوں کی رائے قرار پا جاتی کہ بچہ اس کا ہے تو بچے کو اسی کے نسب کے ساتھ ملا دیا جاتا اور وہ اسی شخص کا بیٹا کہلاتا۔اس کی مجال نہ تھی کہ انکار کر دے۔

ہشام ابن الکلبی نے کتاب المثالب میں ان عورتوں کے جو جاہلیت میں ''جھنڈیوں والی'' (طوائف) تھیں نام گنوائے ہیں۔چنانچہ اس نے دس عورتوں کے نام گنوائے ہیں۔ ان میں سے ایک عورت کا نام ام مہزول تھا۔یہ عہد جاہلیت میں بدکاری کیا کرتی تھی، ایک صحابی نے اس سے شادی کرنا چاہی تو اللہ تعالیٰ نے (زنا کار عورت کے ساتھ یا تو زنا کار شادی کرتا ہے یا مشرک) فرما کر اس سے منع فرما دیا۔(۲۶۳)۔

ص۔۳۶۳، مرکزی اردو بورڈ۔لاہور

(ب) یہ رواج جس میں کوئی شخص اپنی بیوی کو بطور مہمان نوازی مہمان کی خدمت میں پیش کر دیتا ہے یہ ایک ایسا شعار ہے جس سے کسی بھی یورپی کو جبلی طور پر گھن آئے گی اس کے باوجود یہ رواج چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا ہے۔اسی طرح کثیر ازواجی بھی ایک ایسی رسم ہے جسے ہر نا خواندہ شخص انسانی فطرت سے متصادم سمجھے گا۔طفل کشی بھی اس سے بدتر سمجھی جائے گی۔اس کے باوجود حقائق تو یہ بتاتے ہیں کہ انسان ہر حربہ بہ عجلت اس وقت اختیار کر لیتا ہے جہاں اس میں اقتصادی فوائد نظر آئیں۔ حقیقت تو یہی ہے جہاں تک اس امر کا انسان سے تعلق ہو۔جبلت غیر معمولی حد تک مبہم اور بہ آسانی فطری راہ سے ہٹ جانے والی رکاوٹ ہوتی ہے اور یہ معمول وحشیوں اور مہذب معاشروں میں یکساں طور پر پایا جاتا ہے۔اس سارے گورکھ دھندے میں واحد عمل جسے جبلی کہا جا سکتا ہے جیسے قطعاً نفسیاتی معنوں میں شیر خوار بچوں کا ماں کا دودھ پینا ہے۔میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ وحشیوں میں بھی ہوتا ہے مگر مہذب لوگوں کو جنسکاری کا عمل سیکھنا پڑتا ہے۔یہ ڈاکٹروں کے لئے کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔جب ان سے کئی سال کے شادی شدہ جوڑے پوچھتے ہیں کہ بچہ کیسے پیدا کیا جاتا ہے اور بعد تحقیق یہ کھلتا ہے کہ مذکورہ جوڑوں کو یہ معلوم ہی نہیں کہ مباشرت کیسے کی جاتی ہے۔یوں جنسکاری کو اگر بغور سمجھا جائے تو کوئی فطری عمل نہیں ہے اگرچہ بلاشبہ انسان میں اس کا فطری رجحان پایا جاتا ہے اور ایک شوق آرزو جس کی

تکمیل کے بغیر طبیعت مطمئن نہیں ہوتی۔

ص ۱۳۱ باب ۳، میرج اینڈ مورل برٹرینڈ رسل۔ترجمہ م م۔

۱۲۔محرمات سے شادی:

(الف) ایران خاندان کی پاکی نسب کی حفاظت ایرانی سوسائٹی کی ایک نمایاں صنعت تھی یہاں تک کہ محرمات کے ساتھ شادی کو مذہبی جواز کی صورت دے دی گئی۔۔ اوراس قسم کی شادی خویز وگدس (اوستاخویت وزدا) کہلاتی تھی۔ایرانیوں کے ہاں اس قسم کی شادی کی رسم بہت دیرینہ ہے چنانچہ ہخامنشیوں کی تاریخ میں (۵۵۰تا۳۲۰ ق م) ہمیں کئی مثالیں ملتی ہیں۔۔۔بگ نسک اور واشتمانسک میں خویزوگدس کی بڑی عظمت بیان کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ایسی مزاوجت پر خدا کا سایہ پڑتا ہے اور شیطان اس سے دور رہتا ہے۔نرسی بُرزمہر مفسر کا یہاں تک دعویٰ ہے کہ خویزوگدس سے کبایر کا کفارہ ہوجاتا ہے۔

ص ۴۲۸ ایران بہ عہد ساسیان مترجم ڈاکٹر محمد اقبال

مصراور روم

(ب) مصر میں بہن بھائی کی شادی ہوجاتی تھی ایتھنز میں ماں سے نکاح کرلیا جاتا تھا اور ایتھنز میں چچا بھتیجی کی شادی کو پرمسرت اتحاد قرار دی کر بڑی واہ واہ ہوجاتی تھی۔مگر رومی قانون سازوں نے کبھی بھی یہ کوشش نہیں کی کہ اوہام پرستی کے زیراثر ممنوعہ رشتوں کو یکجا کیا جائے۔

ص ۲۶۰۔جلد سوم۔انحطاط وزوال سلطنت روما۔ایڈورڈ گبن

۱۳۔عرس، عربی لفظ ہے جس کے معنی ''شادی'' ہے جس سے مراد ہندوستان میں صوفی/پیر کی موت لی جاتی ہے کیونکہ اہل تصوف کی نظر میں یہ مقام وصل ہے اور روح اللہ سے مل جاتی ہے۔کبھی کبھی عرس کئی دنوں تک جاری رہتا ہے مگر خوردونوش کا دن صرف یوم وفات ہوتا ہے اس موقع پر بہت خوشی منائی جاتی ہے دوست احباب ملتے ہیں اور خانقاہ کے باہر میلہ بھی لگایا جاتا ہے۔

Islam in India and Pakistan: Murray T. TITUS 1929/1991

۱۴۔مسلم نکاح یا شادی

(الف) خطبہ نکاح کے بغیر نکاح کا انعقاد

سوال ا۔فاروق اور شازیہ عاقل وبالغ ہیں۔ان کا نکاح ان کے اولیا اور گواہوں کی موجودگی میں پڑھایا گیا۔مقررہ کردہ مہر بھی ادا کردیا گیا اور دیگر علاقائی رسومات بھی ادا کردی گئیں صرف نکاح کا خطبہ نہیں پڑھا گیا۔کیا نکاح میں خطبہ پڑھنا شرط ہے؟ مذکورہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ (محمد فاروق۔ضلع مظفر آباد)

جواب: مردوعورت عاقل وبالغ کا نکاح دوگواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول سے منعقد ہوجاتا ہے۔خطبہ نکاح ''نکاح کے مستحبات میں سے ہے'' ارکان نکاح میں سے نہیں۔

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں اور نکاح کا اعلانیہ ہونا ہے اور اس سے پہلے خطبہ پڑھنا مستحب ہے۔آگے چل کر لکھا ہے۔کسی نیک شخص کا نکاح عادل گواہوں کی موجودگی میں جمعہ کے دن مسجد میں پڑھانا مستجب ہے۔امام احمد رضا قادری سے سوال کیا گیا کہ مجلس میں نہ ذکر نکاح ہوا نہ خطبہ پڑھا گیا نہ مہر کا ذکر ہوا یہ نکاح ہوگا یا خطبہ یا ناطہ؟

آپ نے جواب میں لکھا ''خطبہ پڑھا جانا یا ذکر مہر ہونا۔کچھ شرط نکاح نہیں، وہ مجلس اگر عقد کے لئے تھی، عقد ہوگیا اور اگر مجلس وعدہ تھی اور حاضرین نے اسے وعدہ ہی سمجھا تو وعدہ ہوا، نکاح نہیں ہوا۔

درمختار میں ہے۔اگر یہ مجلس وعدہ (منگنی) کے لئے ہے تو منگنی ہے اور ع مجلس نکاح ہے تو نکاح ہوگا۔نکاح بہ الفاظ صریحہ میں نیت شرط نہیں، الفاظ ایجاب وقبول ہونا اور دوشاہدوں (گواہوں) کا سمجھنا کہ یہ نکاح ہورہا ہے، کافی ہے۔ذکر مہر نہ ضرور نہ قرینہ ہو اور خطبہ اگرچہ ضروری نہیں۔مگر قرینہ نکاح ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

لہٰذا اگر خطبہ نکاح نہ پڑھا گیا ہو تو بھی نکاح درست ہے اور شرعاً نکاح منعقد ہوگیا۔

مفتی منیب الرحمان، مورخہ ۲۰ جون ۲۰۰۸، روزنامہ ایکسپریس کراچی۔

(ب) اثناءعشری طریقہ عقد نکاح۔جس میں عورت ومرد کے الگ الگ وکیل ہوتے ہیں جو درج ذیل کلمات ادا کرتے ہیں،تحفۃ العوام۔مولفہ:جناب محسن طباطبائی۔افتخار بک ڈپو۔اسلام پورہ،لاہور۔

صیغہ نکاح

اول عورت کہے گی	پھر فوراًمرد کہے
میں نے تجھ سے مہر کی معلوم مقدار پر اپنا نکاح کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنا آپ تیری زوجیت میں دیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر تجھ سے اپنا نکاح کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر تجھ سے اپنا نکاح کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر تجھ سے اپنا نکاح کیا اور اپنا آپ تیری زوجیت میں دیا۔	میں نے اپنے لئے مہر کی معلوم مقدار پر نکاح قبول کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنے لئے یہ ازدواج قبول کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنے لئے نکاح قبول کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنے لئے نکاح قبول کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنے لئے یہ نکاح قبول کیا اور ازدواج قبول کیا
پہلے عورت کا وکیل کہے گا	**پھر فوراًمرد کا وکیل کہے گا**
میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنی موکلہ کا تمھارے موکل سے نکاح کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنی موکلہ کا تمھارے موکل سے نکاح کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنی موکلہ کا تمھارے موکل سے نکاح کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنی موکلہ کا تمھارے موکل سے نکاح کیا۔ میں نے اپنی موکلہ کا مہر کی معلوم مقدار پر نکاح کیا اور تمھارے موکل کی زوجیت میں دیا	میں نے اپنے موکل کے لئے مہر کی معلوم مقدار پر نکاح قبول کیا۔ میں نے اپنے موکل کے لئے مہر کی معلوم مقدار پر نکاح قبول کیا۔ میں نے اپنے موکل کے لئے مہر کی معلوم مقدار پر نکاح قبول کیا۔ میں نے اپنے موکل کے لئے مہر کی معلوم مقدار پر نکاح قبول کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنے موکل کے لئے یہ نکاح اور ازدواج قبول کیا۔
میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنی موکلہ کا تمہارے موکل سے نکاح کیا،اسکی جانب سے اور اس کے والد کی جانب سے وکالت کرتے ہوئے	میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنے موکل کے لئے نکاح قبول کیا۔
میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنی موکلہ کا تمھارے موکل سے نکاح کیا میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنی موکلہ کو تمھارے موکل کی زوجیت میں دیا میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنی موکلہ کا تمھارے موکل سے نکاح کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنی موکلہ کا تمھارے موکل سے نکاح کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنی موکلہ کا تمھارے موکل سے نکاح کیا اور زوجیت میں دیا۔	میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنے موکل کے لئے نکاح قبول کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنے موکل کے لئے ازدواج قبول کیا۔ میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنے موکل کے لئے نکاح قبول کیا میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنے موکل کے لئے نکاح قبول کیا میں نے مہر کی معلوم مقدار پر اپنے موکل کے لئے نکاح اور ازدواج قبول کیا۔

مترجم:طارق بن آزاد

۱۵۔ متعہ

۱۔ یہ مفاہمت ایک باضابطہ قانونی اقرارنامے کے ذریعے سے ہوتی تھی اوراس سے ہمیں ایک اورثبوت اس بات کا ملتاہے کہ قانون میں بیوی اورغلام کی حالت ایک دوسرے سے مشابہ تھی۔اقرارنامے میں عارضی شوہراس بات کا ذمہ لیتاتھا کہ شادی کی معیادتک وہ عورت کی ضروریات کا کفیل ہوگا،اس قسم کا معاہدہ انسانی ہمدردی کی ذیل شمارکیا جاتا تھا۔یعنی یہ کہ ایک شخص نے اپنے محتاج ہم مذہب کی مددکی۔میاں اوربیوی کے لئے پہلوی میں علی الترتیب شوذاورزن کے الفاظ استعمال ہوتے تھے لیکن عارضی شادی کی صورت میں شوہراوربیوی کے لئے میرگ اورزیانگ کی قانونی اصطلاحات تھیں۔

۲۔ایک نکاح ''نکاح المتعہ'' تھایعنی ایک مدت مقررہ کے لئے عورت کے ساتھ شادی کرنا۔اس مقررہ مدت کے گزرجانے پردونوں میں جدائی ہوجاتی تھی۔

۳۔فی زمانہ اس خیال کی عملی شکلیں دنیا بھرمیں بالخصوص مغربی ایشیااوربرصغیرمیں ملتی ہیں،جن کا مختصراًاحوال یہ ہے۔اسے ایران میں ''صیغہ'' کہا جاتا ہے۔اسی طرح عراق میں ۶۰% آبادی متعہ کرتی ہے۔ڈان (۱۷۔۱۔۲۰۰۶) پاکستان میں یہ بحث جاری ہے''نکاح کی طرح متعہ جائز ہے'' (جلیل نقوی)۔(مطلق حرام ہے، طاہراشرفی (روزنامہ ایکپریس ۳۰۔۹۔۲۰۰۹) سعودی عرب میں ازدواجی زندگی کے نئے طریقے کا رجحان (خفیہ موسمی،سفری اورفرینڈزشادی کارواج عام ہورہا ہے۔روزنامہ جنگ کراچی ۱۷۔۶۔۲۰۰۸) سعودی عرب اورمصرمیں زوج المسیار/زوج عرفی کی روسے نکاح کی ضرورت نہیں رہی۔

(حرف تمنا۔ارشاداحمد حقانی۔جنگ ۲۔۱۲۔۲۰۰۸)

برطانوی مسلمان بڑی تعداد میں متعہ کی جانب راغب ہورہے ہیں۔ (جنگ ۸۔۷۔2013)

۱۶۔وسطی افریقہ۔کانگوزووو

(روغن خانہ)

دوشیزہ میں بلوغت کی پہلی نشانی نمودارہوتے ہی اس کا (ذی کمبی) کنبہ جشن مناتا ہے۔اوران کے مرداپنی بندوقیں داغتے ہیں۔اس کے بعدگاؤں کے باہرایک چھوٹی سی جھونپڑی بنائی جاتی ہے یالڑکی کے لئے منڈوہ تیارکیا جاتاہے۔لڑکی کا سراسترے سے مونڈدیا جاتاہےاوراس کے پورے بدن پرتالوکہ (ابٹن) یاایسامسالہ لیپ دیا جاتاہے جوپانی اورسرخ لکڑی کے برادے کا آمیزہ ہوتاہے۔اس کے بعدتالوکہ سے چپڑی ہوئی دوشیزہ نوتعمیرشدہ جھونپڑی سدھارتی ہے جہاں تقریب کے ختم ہونے سے ذراپہلے اس کی سکھیاں اورسہیلیاں اس کی جگی میں پہنچ چکی ہوتی ہیں۔یہاں اسے تحفے میں ایک اُلّو ملتاہے۔اوراگرخاندان اس کا متحمل نہ ہوسکے توصرف ایک انڈہ ملتاہے۔دوشیزہ یہاں چھ دن قیام کرتی ہےاوراس کی سکھیاں اس پرنظررکھتی ہیں ہنسی ٹھٹاکرتی ہیں اوردن کے اوقات میں خوردنوش کا اہتمام کرتی ہیں۔اس کی اس طرح خدمت کی جاتی ہے جیسے وہ شہزادی ہواوررات میں میسونگاسازکی دھن پرناچ گانا ہوتارہتاہے۔

دریں اثناء شہزادی کے اپنے گاؤں کے اندرایک پرتکلف شمبک (یاجگی) تیارکی جاتی ہے جس میں دوچارپائیاں تلےاوپررکھ دی جاتی ہیں۔اس میں سے ایک پراس کی دوپرانی سہیلیاں دوشیزہ کے بستر میں ساتھ سوتی ہیں اوردوسری چارپائی دوشیزہ کی کم عمرسہیلی کے لئے مخصوص ہوجاتی ہے۔روزانہ دومرتبہ اسے لپائی پتائی کے جان لیوا مرحلے سے گزرنا پڑتاہےاورآئیندہ چارسے پانچ ماہ تک کسی قسم کے کام کرنے کی اسے ممانعت ہوتی ہے (رشتہ نہ طے ہونے کی صورت میں)

وہ وقت آجاتاہے جب اسے شوہر کے سپردکیا جاناہو۔لڑکی کا کوئی رشتہ دارنہارمنہ شمبک کی جانب روانہ ہوتاہےاوراس کا بسترجگی میں سے کھینچ کرنکالتاہے۔اس کاروائی میں دوشیزہ کوجھونپڑی میں سے نکالنے کے لئے اس کی ایک ٹانگ کا کھینچنالازم ہوتاہے۔اگراس وقت تک اس کی سگائی طے نہ ہوتویہی رسم اس کا باپ اداکرتاہےاور لڑکی کی ٹانگ پکڑکراسے کھینچتا ہواباہرلاتاہے۔تب دوشیزہ کی تمام رشتہ دارخواتین ہاتھوں میں چھتریاں اورصاف ستھرے کپڑےاوراس کے زیورات کے ساتھ کشاں کشاں اسے نمکین پانی کے تالاب لے جاتی ہیں اوراس کے جسم پرجمے ہوئے رنگ وروغن کورگڑرگڑکراتارتی ہیں۔بعدازاں وہ نزدیک ہی واقع میٹھے پانی کی جھیل کی طرف روانہ ہوجاتی ہیں اوراس کے لباس کودھوڈالتی ہیں۔دوشیزہ کی ٹانگوں پربھاری بھرکم پیتل کے کڑے چڑھائے جاتے ہیں۔مگراس کے ہاتھوں میں ہلکےاور چھوٹے کڑے پہنائے جاتے ہیں۔جبکہ اس کی کمراورگلے میں موروثی مونگے کے زیورلاددیئے جاتے ہیں اس کے کانوں پرایک رنگین رومال باندھ دیا جاتاہےاوروہ

جو بھی لنگی باندھتی ہے وہ بالعموم سرخ رنگ کی ہوتی ہے۔آخر میں اسے ایک چھاتا دینے سے اس کی زینت مکمل ہو جاتی ہے۔ تب ایک جلوس ترتیب دیا جاتا ہے اور اس کے سارے دوست اور سکھیاں چھڑی نچاتی امگیڈی (ناچ ناچ کر چلنا) کرتی کسی قصبے یا کئی قصبوں کے درمیان میں گشت کرتی ہیں اور رقص کرتی گاتی ہوئی اپنے گاؤں پہنچتی ہیں۔ پورے راستے میں پڑنے والے ہر قصبے کے نوجوان گھروں سے نکل کر سامنے ناچتے ہیں اور چھوٹا موٹا تحفہ بھی دیتے ہیں۔ بالآخر اسے شوہر کے گھر پہنچا دیا جاتا ہے جہاں پوری رات ناچ جاری رہتا ہے۔اس رسم کو ترک کرنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔

Chapter VI : AT The Back of the black man's mind by R.E. DENNET 1906.

(بشکریہ ریاض عرف لالہ جو برگ ترجمہ راقم)

۱۷۔

مشترک خاندان اور بزرگوں کی طے کی ہوئی شادی بنگال میں برطانوی استعمار کے قدم جما لینے کے بعد ۱۸۲۵ کے لگ بھگ متعارف ہوئی تھی ہمارے یہاں سندھ میں لڑکی کی قرآن سے شادی کر دینے کا بھی رواج ہے۔

؎روزنامہ انگریزی ڈان مورخہ ۱۱۔۱۔۲۰۱۲۔کراچی از رافعہ زکریہ

۱۸۔اس کے علاوہ افزائش نسل آدم کی چند جدید اصطلاحات یوں ہیں۔

۱۔متبادل ماں

(SURROGATE MOTHER) بھارت، مشرقی یورپ اور چین میں رضا کار ماؤں کے ذریعے حمل کی صعوبت اٹھائے بغیر شادی شدہ جوڑوں کو اپنے بچے ملنے لگے ہیں۔ (اندرکش جنگ کراچی۔۲۴۔۶۔۲۰۰۶)

۲۔لو(Love) جہاد اور جہاد بالنکاح

۳۔اٹلی میں اس موضوع پر ۲۰۰۵ میں عورتوں کے مطالبے پر ریفرینڈم کرایا گیا کہ ہم بھی حضرت مریم کی طرح بچے جننا چاہتے ہیں۔جس کی پوپ نے مخالفت کی اور تجویز معمولی فرق سے ناکام ہوگئی۔

۱۹۔حیاتیات(Biology)

اس کے باوجود ارتقائی انسان (Homeo Sapiens) ۵۵۰۰ دودھ پلانے والی مخلوقات میں سے واحد نوع ہے جس میں ایک نر و مادہ پر مشتمل کنبہ رائج ہوا اور مقبول ہے۔ یا پھر تسلسل تو یہی بتاتا ہے۔مزید براں اسی نے گنجان آباد خطوں میں رہنا سیکھ لیا۔مذکورہ یکجائی نظام فطرت میں ایک انتہائی نادر واقعہ ہے۔

روزنامہ گارجین، ۵ جون 2015

۲۰۔آخر کلام

بہر حال بادشاہ لوآذ نے مزدک کا مذہب اختیار کر لیا اور اس کے اصولوں پر عمل کرنے لگا۔سوائے اسٹائن لائٹ کے تمام عناصر اور متاخر تاریخی کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ اس نے عورتوں کی اشتمالیت کے بارے میں قانون وضع کئے۔ ص ۴۵۷ عہد سیاسیان

مورخہ: 29-06-2015